

جلد ۵۷ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۲۱ جون ۱۹۲۹ء | نمبر ۲۵

شعر و سخن

یرمیاہ نبی کی کتاب نظم میں

(از قلم شاعر حقیقت رقم عالیجناب منشی کیدار ناتھ صاحب المتخلص بہ بنت)

اُدھر بنجر زمیں سے ہو کے
غاروں سے گڑھوں سے کھاڑیوں سے
جس راہ سے آدمی نہ گذرے
انسان کی بود و باش سے دور
ویران تھے بستی میں بسایا
کانٹوں سے تھے اُلجھے جھاڑیوں میں
ترمیوے اور اچھے پھل کھلائے
(فرہاد ہزار سر کھپاتا)
تم نے ہو کر ہوس سے بندہ
خود کاہنوں نے مجھے نہ جانا

اور موت کی سرزمین سے ہو کے
جنگل سے بنوں سے جھاڑیوں سے
اور پائے خیال بھی نہ گذرے
اور جس کا پتہ تلاش سے دور
پر لالہ سے سرزمیں پہ لایا
رکھتا تہیں باغ باڑیوں میں
تم دودھ کی نہروں میں نہائے
(کب ایسی وہ جوئے شیر لاتا)
کی حرص سے سرزمین گندہ
اور شارعوں نے مجھے نہ مانا

چرواہوں نے مجھ سے سرکشی کی
بے فائدہ چیزوں پہ جھکے ہیں
تم سے بطروں لڑکوں سے لڑوں میں
اب کتیوں کی سرحدوں میں جاکر
سوچو وہاں اور یہ بات سمجھو
بُت واقعی جو خدا نہیں ہیں
پر تم نے کیا یہ حال میرا
بے فائدہ فائدہ گنوایا
حیران ہو جاؤ آسمانو
نالائقی کی لیاقتیں ہیں
مجھ کو کہ میں ان کا ہوتا چھوڑا
اپنے لئے حوض وہ بنائے
تھا اسرائیل کیا نہ آزاد
لوٹا گیا پھر وہ کس لئے ہے
غراتے ہیں شیر ببر اس پر
بستی اُس کی اُجاڑ دی ہے
شہر اُس کے جلے ہوئے پڑے ہیں

اور نبیوں نے بعل کی خبر دی
اب میں بھی رکوں کریں گے ہیں
آنتیں بن کر گئے پڑوں میں
قیدار کی سرحدیں نہ جاکر
یہ کیسی ہے واردات سمجھو
تبدیل کئے گئے نہیں ہیں
تبدیل کیا جلال میرا
کیا فائدہ اس سے ہاتھ دیا
کھو بیٹھے ہیں یہ حواس جانو
ان سے ہوئیں دو خیانتیں ہیں
زندہ پانی کا سوتا چھوڑا
جن میں نہ رُکے جو پانی آئے
وہ کس کا تھا خانہ زاد اولاد
غارت اُسے کون یوں کئے ہے
غراں ہیں جواں ہزبر اس پر
ملک ہستی بگاڑ دی ہے
چھوٹے ہیں نہ بسنے کو پڑے ہیں

نورافشاں

۲۱ جون ۱۹۲۹ء ۔ لاہور

اسلام اور مسیحیت کا رشتہ

مسیح کے معجزات ازروئے انجیل و قرآن

(۳)

نورافشاں کی گذشتہ اشاعتوں میں قرآن مجید و انجیل جلیل کو بالمقابل لکھکر یہ جتلا دیا گیا کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے میں دونوں کتابیں لفظ بلفظ متفق ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کے بغیر باپ پیدا ہونے میں اسلام اور مسیحیت میں نہ صرف رشتہ ہے بالکل کامل اتحاد ہے ۔

اس ہفتہ کی اشاعت میں اس سوال پر غور کیا جائیگا کہ آیا مسیح کے معجزات پر بھی یہ دونوں کتابیں اسی طرح متفق اور متحد ہیں جس طرح اُن کی پیدائش بلا پدر پر تھیں ؟ اس سوال کا معقول جواب اسوقت دیا جا سکتا ہے جبکہ ہم قرآن مجید کی ان تمام آیات کو اور انجیل جلیل کی اُن آیات کو جنکا تعلق معجزات کے ساتھ ہے ۔ ایک دوسرے کے بالمقابل لکھ دیں ۔ چنانچہ ہم ایسا ہی کرینگے اور یہ ثابت کرینگے کہ مسیح کے معجزات پر بھی یہ دونوں کتابیں لفظ بلفظ متفق ہیں ۔ وہ آیات از قرار ذیل ہیں :-

---

قرآن مجید

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْہِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ ۔ (سورہ آل عمران آیت ۴۹)

ترجمہ ۔ میں تم لوگوں کے پاس کافی دلیل لیکر آیا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ میں تم لوگوں کے لئے گارے سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے ۔ پھر اُس کے اندر پھونک مار دیتا ہوں جس سے وہ (جاندار) پرندہ بنجاتا ہے خدا کے حکم سے ۔ اور میں اچھا کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کے بیمار کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے ۔

(۱) وابرئی الاکمہ ۔ "اور اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو"۔

(۲) والابرص ۔ "اچھا کرتا ہوں کوڑھ کی بیماری کو"۔

انجیل جلیل

(۱) اور جب وہ یریحو سے نکلتے تھے تو ایک بڑی بھیڑ اُسکے پیچھے ہولی ۔ اور دیکھو دو اندھوں نے جو راہ کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے ۔ یہ سُنکر کہ یسوع جا رہا ہے چلاکر کہا ۔ اے خداوند ابنِ داؤد ہم پر رحم کر ۔ لوگوں نے اُنہیں ڈانٹا کہ چپ رہیں ۔ لیکن وہ اور بھی چلاکر بولے ۔ اے خداوند ابنِ داؤد ہم پر رحم کر ۔ یسوع نے کھڑے ہوکر اُنہیں بلایا اور کہا تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے کروں ۔ اُنہوں نے اس سے کہا اے خداوند یہ کہ ہماری آنکھیں کھل جائیں ۔ یسوع کو ترس آیا اور اُس نے اُن کی آنکھوں کو چھوا اور وہ فوراً بینا ہو گئے ۔ اور اُس کے پیچھے ہو لئے ۔ (متی ۲۰ : ۲۹-۳۴)

(۲) جب وہ اس پہاڑ سے اُترا تو بہت سی بھیڑ اُس کے پیچھے ہولی ۔ اور دیکھو ایک کوڑھی نے پاس آکر اُسے سجدہ کیا ۔ اور کہا اے خداوند اگر تو چاہے تو مجھے پاک صاف کر سکتا ہے ۔ اُس نے ہاتھ بڑھا کر اُسے چھوا اور کہا میں چاہتا ہوں تو پاک صاف ہو جا وہ فوراً کوڑھ سے پاک صاف ہو گیا ۔ یسوع نے اُس سے کہا خبردار کسی سے نہ کہنا بلکہ جاکر اپنے تئیں کاہن کو دکھا اور جو نذر موسےٰ نے مقرر کی ہے اُسے گذران تاکہ ان

(۳) واحی الموتی۔ "اور زندہ کرتا ہوں مردوں کو"

کے لئے گواہی ہو۔ (متی ۸: ۱-۴)

(۳) تھوڑے عرصے کے بعد ایسا ہُوا کہ وہ نائین نام ایک شہر کو گیا اور اُس کے شاگرد اور بہت سے لوگ اُس کے ہمراہ تھے۔ جب وہ شہر کے پھاٹک کے نزدیک پہنچا تو دیکھو ایک مُردے کو باہر لئے جاتے تھے۔ وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا اور وہ بیوہ تھی اور شہر کے بہتیرے لوگ اس کے ساتھ تھے۔ اُسے دیکھکر خداوند کو ترس آیا اور اُس سے کہا رو نہیں۔ پھر اُس نے پاس آکر جنازے کو چھُوا اور اُٹھانے والے کھڑے ہوگئے اور اُس نے کہا اے جوان میں تجھ سے کہتا ہوں اُٹھ۔ وہ مُردہ اُٹھ بیٹھا اور بولنے لگا۔ اور اُس نے اُسے اُس کی ماں کو سونپ دیا۔ اور سب پر دہشت چھاگئی اور خدا کی بڑائی کرکے کہنے لگے۔ کہ ایک بڑا نبی ہم میں اُٹھا ہے اور یہ کہ خدا نے اپنی اُمّت پر توجّہ کی ہے۔ اور اُسکی نسبت یہ خبر سارے یہودیہ اور تمام گرد و نواح میں پھیل گئی۔ (لوقا ۷: ۱۱-۱۷)

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین اور معجزے ایسے مذکور ہیں جو اناجیل جلیلہ میں کہیں مرقوم نہیں ہیں منجملہ ایک تو وہی ہے جو آیت ما فوق میں مذکور ہے یعنے "مٹی میں سے پرندہ پیدا کرنا"۔ دوسرا معجزہ اسی سورہ آل عمران کی اکتالیسویں آیت میں مرقوم ہے کہ ویکلم الناس فی المھد۔ یعنے "وہ گہوارہ میں لوگوں سے کلام کریگا" چنانچہ آپ کے سن طفل کا کلام سورۂ مریم میں (۲۱-۴۳ آیت تک) منقول ہے۔ اور تیسرا معجزہ نزول مائدہ ہے۔ یعنے "آسمان سے کھانے کا اُترنا (سورہ مائدہ ۱۱۲-۱۱۴)

پہلے دو معجزوں کے متعلق بعض مسیحیوں کا خیال ہے کہ وہ قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ موضوع کتابوں میں سے ماخوذ ہیں اور اناجیل میں اُن کا ذکر نہیں ہے۔ تیسرے معجزہ یعنے نزول مائدہ کے متعلق اکثر مسیحی علماء کا یہ خیال ہے کہ یہ اس معجزہ سے ملتا جلتا ہے جسکا ذکر متی کی انجیل ۱۵: ۳۲ میں اور مرقس کی انجیل کے ۸: ۱-۱۰ میں ہے۔

میرے نزدیک پہلے دو معجزوں سے انکار کرنا اور اُنہیں محض اس وجہ سے ناقابلِ اعتبار سمجھنا کہ وہ موضوع کتابوں سے منقول ہیں نامناسب اور صریحاً غلطی ہے۔ کیونکہ موضوع کتابوں کا یہ مفہوم نہیں سمجھنا ہے کہ جو کچھ اُن میں لکھا ہُوا ہے الف سے لیکر یا تک نقطہ بنقطہ غلط ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ اِن کتابوں میں جتنی باتیں اناجیل کی نصوص صریحہ اور تعالیم کے برخلاف ہیں۔ یا جن سے مسیح کی شان مبارک میں عیب یا نقص واقع ہوتا ہے وہ ناقابل اعتبار ہیں پس چونکہ قرآن مجید کے مذکورہ بالا دو معجزات سے نہ تو مسیح کی شان مبارک میں کسی قسم کا عیب یا نقص واقع ہوتا ہے اور نہ ہی وہ اناجیل کی نصوص صریحہ اور تعالیم کے برخلاف ہیں۔ لہٰذا اُن کے تسلیم کرنے میں کوئی قباحت نہیں ✤

باقی رہا یہ عذر کہ یہ دو معجزے اناجیل میں مذکور نہیں ہیں تو یہ وزن نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ اناجیل کا یہ دعوےٰ نہیں ہے کہ مسیح کے تمام معجزے ان میں مذکور ہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف مقدس یوحنا اپنی انجیل کے آخر میں صاف لکھتے ہیں کہ "اور بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ جُدا جُدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں اُن کے لئے دُنیا میں گنجائش نہ ہوتی ✤

الغرض جس طرح کہ قرآن مجید اور اناجیل جلیلہ مسیح کی پیدائش میں متفق ہیں اسی طرح اُن کے معجزات میں بھی متفق ہیں ✤

لمعات

مسیح صاحب قادیانی کے دعاوی پر ایک نظر

(۸)

نور افشاں کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے مسیح صاحب قادیانی کے اس دعوے کو کہ "میرا کام جسکے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں"۔ اس طرح غلط اور جھوٹا ثابت کردیا ہے۔ جس سے کوئی منصف مزاج شخص انکار نہیں کرسکتا ہے۔ لیکن مزید اطمینان کے لئے اس اشاعت میں چند اور حوالجات ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

پیغام صلح اپنی اشاعت مورخہ ۳ مئی ۱۹۲۹ء میں لکھتا ہے کہ

"عیسائیت

عیسائیت کی رفتار ترقی۔ عیسائی مذہب کی ترقی

کے اعداد و شمار ملاحظہ ہوں :-

۱۸۸۱ء	۱۵ لاکھ	۱۹۰۱ء	۳۹ لاکھ
۱۹۱۱ء	۳۸ لاکھ	۱۹۲۱ء	۳۰،۵۴،۶۴ لاکھ

انہوں نے ۱۹۰۱ء اور ۱۹۱۱ء کے درمیان فیصد ۳۲٫۶ ترقی کی اور ۱۹۱۱ء اور ۱۹۲۱ء کے درمیان ۲۲٫۷ کی ترقی کی۔ جو کہ مسلمانوں کی ترقی کے مقابلہ میں ۱۹۱۱ء میں پانچ گنے سے زیادہ اور ۱۹۲۱ء میں سات گنے سے زیادہ ہے۔

ہندوستان میں مسیحیت کا وسیع نظام۔ عیسائی مشنریوں نے ہندوستان اور بیرون ہندوستان میں مختلف قسم کے جال پھیلا دیئے ہیں۔ نہ صرف مصر۔ شام۔ فلسطین۔ عراق وغیرہ ہی میں ان کی مشنریاں کام کر رہی ہیں۔ بلکہ ایران۔ ایشیائے کوچک وغیرہ ممالک اسلامیہ میں بھی بڑی کامیابی سے مسلمانوں کو فنا کر رہی ہیں۔ ہندوستان میں جس کوشش سے ہندوستانیوں کو عیسائی بنایا جاتا ہے وہ ذیل کے نقشہ سے معلوم ہو جائیگا۔ ۱۹۲۳ء کے اعداد و شمار ملاحظہ ہوں

مسیحی مشنریاں	۱۶۷	ٹریننگ کالج برائے	
مبلغ	۴۲۱۸	تعلیم تبلیغ	۶۱
گرجاؤں کے پادری	۱۸۷۷۹	مذہبی اخبارات مختلف	
پریس	۸۲	زبانوں میں	۹۹
ہائی سکول	۶۱۰	مڈل سکول	۸۲۰
زراعتی سکول	۱۹۰۰	کالج	۵۰
تعداد طلبہ	۱۰،۶۰۰،۰۰ لاکھ	صنعتی سکول	۱۰۰
ہسپتال	۴۰۸	اساتذہ	۴۴۸۰۰ ہزار
تبلیغی مراکز	۱۲۴۴	ڈاکٹر اور نرسیں	۱۵۹ اہل

۱۹۱۳ء تمام ہندوستان میں ۱۳۷ مشنریاں تھیں جنکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

امریکہ اور کنیڈا کی تبلیغی جماعتیں	۴۴	آسٹریلیا کی تبلیغی جماعتیں	۸
انگریزی " "	۴۴	لنکا کی	۳
براعظم " "	۱۲	ہندوستان	۷
بین الاقوامی	۹	بلدی	۱۲
	۱۰۳	+	۳۰

۱۳۳ کل میزان

گر دس برس کے اندر ۱۹۲۳ء میں انکی تعداد میں ۱۳۱ مشنریوں کا اضافہ ہو جاتا ہے ۱۹۱۳ء میں ان مشنریوں کا سالانہ خرچ ۲۵ کروڑ روپیہ تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اب وہ کس قدر خرچ کر رہی ہونگی انجیل کا ترجمہ ۴۰۰ زبانوں میں کیا جا چکا ہے ہندوستان میں ۱۹۲۶ء میں ۸۰،۵۰،۰۰۰ لاکھ انجیلیں فروخت اور تقسیم کی گئیں۔ مگر ۱۹۲۷ء میں ان کا عدد ۱۰،۶۷،۰۰۰ لاکھ کو پہنچ گیا"

پھر یہی اخبار اپنی اشاعت مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۲۹ء میں لکھتا ہے کہ۔

"افریقہ میں اسلام اور مسیحیت کی روحانی جنگ ایک عرصہ سے جاری ہے۔ مسیحی اخبارات اور مبلغین ہمیشہ اس بات کا رونا روتے رہے ہیں کہ مسیحیت باوجود اس تمام ساز و سامان کے جو دول مغرب کے جاہ و حشم نے اسکے لئے پیدا کر رکھے ہیں۔ غریب مسلمان تاجروں کے اعلائے کلمۃ الحق اور اسلام کے سادہ اصولوں کے سامنے کوئی اثر پیدا نہیں کر سکی اور سادہ لوح افریقی جوق در جوق مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

اسلام اور مسیحیت کی موجودہ رفتار ترقی

یہ ایک پروپیگنڈا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان تاجروں اور مبلغین کو اس پاکیزہ کام سے غافل کر دیا۔ جو سالہا سال سے ان کا شغل چلا آتا تھا بجائے اس کے کہ مسیحیت کا یہ شور پکار ان کی ہمت اور کوششوں کو بڑھانے کا موجب ہوتا وہ اپنی جگہ مطمئن ہو گئے کہ خدا اپنا کام خود کر رہا ہے۔ ہمیں ہاتھ پاؤں ہلانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان مسلمان تاجروں کو حکومت کے رعب سے اعلائے کلمۃ الحق سے روک دیا گیا ہے۔ جس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج ہم انہی مسیحیوں کی زبان سے یہ سنتے ہیں کہ آج سے بیس سال پیشتر حالت تھی آج اس سے بالکل مختلف حالات پیدا ہو چکے ہیں" مسٹر ایف۔ ڈی واکر ایک انگریز مسیحی مشنری نے مسلم ورلڈ میں اپنے ذاتی تجربات کی بنا پر یہ اعلان کیا ہے کہ سیرا لیون سینٹ ہیلینا۔ گولڈ کوسٹ اور اشانٹی۔ نائیجیریا اور فرانسیسی نوآبادیوں اور ڈاہومی۔ ٹوگو اور آئیوری کوسٹ میں مجھ پر پورے طور پر آشکارا ہو چکا ہے کہ اسلام کی رفتار ترقی قطعاً رکتی چلی جا رہی ہے۔ اور آج افریقی لوگوں کو نبی اسلام کا پیرو بنانے میں جسقدر کامیابی مسلمانوں کو حاصل ہوئی ہے اس سے بہت زیادہ تعداد کو ہم مسیحیت کا حلقہ بگوش بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں اور اسی مضمون کو بدیں رقت انگیز الفاظ ختم کرتا ہے کہ "**اگر چندے اور یہی حالت رہی تو سمجھ لینا چاہیئے کہ مغربی افریقہ اور دوسرے دور دراز ملکوں میں عیسائیت اسلام کی جگہ لے لیگی**"۔ قادیانیو! اب تم ہی اللہ لگتی کہو کہ مرزا صاحب غفر اللہ ذنوبہ اپنے دعوے ماموریت میں جھوٹے تھے یا سچے؟

اسی اخبار کے پیر دستگیر یعنے مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور روزنامہ انقلاب مورخہ ۱۱ جون ۱۹۲۹ء میں لکھتے ہیں کہ:-

عیسائی جتنا اربوں روپیہ اپنے مذہب کی تبلیغ اور توسیع پر خرچ ہوتا ہے۔ جتنے لاکھوں آدمی دنیا میں کام کر رہے ہیں جنکی سینکڑوں مختلف شاخیں اور سوسائٹیاں ہیں۔ ان کے ہاں کبھی ایک منٹ بھی اس بحث پر خرچ نہیں ہوا کہ فلاں فرقہ پراٹسٹنٹ کیوں کہلاتا ہے۔ فلاں رومن کیتھولک کیوں کہلاتا ہے۔ فلاں گریک چرچ کیوں کہلاتا ہے۔ فلاں یہ کیوں کہلاتا ہے۔ فلاں وہ کیوں کہلاتا ہے +

رباعی

رنگ اور کسی کا ہے چمن میرا ہے
گھر اور کسی کا ہے۔ بدن میرا ہے
تپش کبھی غیب کی جو کہتا ہوں
ہاتف کی زباں ہے وہ دہن میرا ہے

تپش



مراسلات

تفسیر القرآن

کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر
سنتے ہیں گل کے لاکھ جگر چاک ہوگئے

گذشتہ اشاعت میں ہم نے برادرم مسٹر موٹے خاں کا مکتوب درج کرتے ہوئے اس تمنا کا اظہار کیا تھا کہ شاید اس مکتوب کو پڑھکر ہمارے ذی مقدرت احباب کے دل پر کچھ اثر ہو جائے۔ چنانچہ ہماری اس تمنا کے پورے ہونے کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں۔ آج ہمیں ایک عنایت فرما مسٹر آر۔ ارٹن صاحب حشمت کی جانب سے مسٹر موٹے خاں کی معرفت دس روپیہ کا منی آرڈر۔ اور ذیل کا مکتوب موصول ہوا ہے جس کے لئے ہم اپنے غیرتمند اور فرض شناس دوست کے از حد دل شکر گذار ہیں۔ امید ہے کہ احباب کرام ہمیں دل کھول کر سرمایہ فراہم کر دینگے تاکہ بہت ہی جلد ہم وہ تفسیر لکھ سکیں جو دنیائے اسلام و مسیحیت میں صدیوں تک یادگار رہے اور مسلمان دوست جان لیں کہ قرآن درحقیقت کیا ہے۔ خدا کا شکر کہ ہماری آواز کا کچھ کچھ اثر ہونے لگا ہے اور ہمیں پوری توقع ہے کہ اگلے ہفتہ ہم ایک اور مربی کے گرانقدر عطیہ کے اعلان کرنے کے قابل ہو جائینگے۔ مسٹر حشمت کا مراسلہ آپ کے دلی جذبہ کا مظہر ہے۔ جو درج ذیل ہے:-

مکرم بندہ جناب خانصاحب

السلام علیکم۔ مزاج شریف۔ نور افشاں میں تفسیر القرآن کی نسبت جو اعلان فخر قوم علامۂ اجل جناب مدیر صاحب نے فرمایا ہے۔ اسے دیکھکر از حد خوشی حاصل ہوئی۔ فی الحقیقت یہ ایک نہایت ہی زبردست کام ہے۔ اور شاید خدا تعالےٰ نے اس اہم خدمت کے لئے ہی مدیر صاحب موصوف کو یہی چن رکھا ہے۔ کاش کہ مسیحی جماعت کی یہ کوشش بار آور ثابت ہو۔ علمأ اسلام سے تو سچی اور حقیقی تفسیر کا لکھا جانا امر محال ہے۔ کیونکہ بقول حضرت اکبر مسیح مرحوم قرآن فہمی کے لئے بائبل کا علم ہونا نہایت ضروری امر ہے اور یہی اُن کے پاس ہے نہیں۔ ہادی صاحب موصوف کی دیگر تصانیف کو پڑھکر خواہ مخواہ دل کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور یقین آتا ہے کہ یہ تفسیر بھی ایسی ہی لاجواب ثابت ہوگی۔ اس کار خیر میں تھوڑا سا حصہ لینے کی خاطر میں نے آج دس روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کئے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نور افشاں کے خریدار بڑھانے کے لئے حتی الوسع کوشش کر رہا ہوں۔ زیادہ آداب۔ کار لائقہ سے یاد شاد فرماتے رہا کریں۔

خاکسار۔ آر۔ ارٹن حشمت۔

اُن کے ساتھ

(۱)

(از خامۂ جناب پی۔ این کھوسٹ صاحب بی۔ اے متعلم نادیہ)

دنیا میں دو قسم کے لوگ بود و باش کرتے ہیں ایک وہ جو دنیا کے ساتھ ہیں۔ دوسرے وہ جو یسوع کے ساتھ ہیں۔ مسیح کی عدیم المثال اور فقید النظیر شخصیت کی ایک یہ خوبی ہے کہ جب کوئی شخص اس کے پاس آتا ہے تو اُس کے لدنی جذبات کا حقیقی معنوں میں انکشاف ہونا شروع ہو جاتا ہے اور وہ شخص بنظر خود اپنی خوبیوں اور برائیوں اپنے حسین و قبیح خیالات کا جائزہ لینا شروع کر دیتا ہے۔ یہی حال مندرجہ بالا سطور سے عیاں ہے (یوحنا ۱۸: ۱۶-۱۵) ان سطور کے مطالعہ سے عیاں ہوتا ہے کہ مسیح کا ایک شاگرد گرا اور دوسرا سنبھلا رہا۔ دونوں کی اصلیت کا انکشاف ہوا۔ اور کل ظاہرداری اور مکاری آن واحد میں کافور ہو گئی۔ انہیں سے ہم دنیا کو دو طبقوں میں منقسم کرتے ہیں۔ ایک وہ شخص ہیں جو گرمی محفل کی خاطر اُن کے ساتھ رہ کر اپنے آپ کو گرم کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ لاریب پطرس مسیح کے ساتھ آیا۔ لیکن ڈرتے ہوئے کوئی شک نہیں کہ اُس نے سردار کاہن کے نوکر کا کان اُڑا دیا لیکن دنیا کی خاطر۔ مانا کہ اُس نے مسیح کا ساتھ دیا۔ تسلیم کہ وہ ہر وقت مسیح کے ساتھ رہا۔ باور کہ اُس نے پہلے کبھی لغزش نہ کھائی تھی۔ لیکن غور طلب یہ امر کہ کس طرح جان کنی کے وقت میں اُسکے محبوب دنیا سے ترک کر چکی تھی ٹھٹھے اُڑا رہی تھی تضحیک کر رہی تھی اس شاگرد نے بے وفائی کی۔ اُن کے ساتھ ہوا نہ کہ مسیح کے ساتھ۔ اور یہ ہوا نتیجہ اس سب کا۔ برعکس اس کے ایک اور شاگرد کا ذکر ہے۔ اُس نے یسوع کا ساتھ دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اُس کے قرب و جوار میں مسیح اور اُس کے حامیوں کے جانی دشمن کھڑے ہیں اسے معلوم تھا کہ اسوقت یسوع کے ساتھ رہنا اپنی جان پر کھیلنا ہے۔ جانتے ہوئے ان امور کو اُس نے یسوع کا ساتھ دیا۔ اسی طرح ہم دنیا کو دو طبقوں میں منقسم کرتے ہیں۔ ایک وہ ہیں جو جس بیچ کی حیثیت و تصدیع پہنچاتے ہیں۔ بلکہ اُسے دوبارہ صلیب دینے میں ہر وقت تیار و مستعد رہتے ہیں۔ یعنی نیا یا ہے جنہوں نے اپنی زندگی کا کام مسیح کا تضحیک کرنا۔ دوسرے وہ جو مسیح کے ساتھ ہیں۔ جو برداشت کرتے ہیں کل صعوبتیں مسیح کی خاطر۔ اور ثابت قدم رہتے ہیں۔ اس جنگ میں اور مسیح کے ساتھ ابدی نجات ورثہ میں پاتے ہیں۔

ان کے ساتھ۔ دنیا پر سرسری نظر ڈالنے سے ان الفاظ کی حقیقت نمایاں طور سے دکھائی دیتی ہے دنیا کے لوگ اپنے آرام و راحت کو مقدم خیال کرتے ہیں۔ وہ اس دنیا کی چند روزہ اور فانی خوشیوں اور مسرتوں میں یوں مستغرق ہو جاتے ہیں۔ کہ گویا انکی زندگی غیر متناہی ہے۔ اور یہ تخلیق دوامی ہے۔ وہ مسیح کو اس لئے رد نہیں کرتے کہ انہیں اس سے کوئی ذاتی عناد ہے۔ دشمنی ہے۔ کوئی مخاصمت ہے۔

وکسی تخالف وتضاد کے باعث اس سے دوری اختیار کرتے ہیں۔ وہ اُسکی تعلیم کو اعلےٰ درجہ کی اور مکمل تعلیم سمجھتے ہیں۔ تاہم وہ اُس کے ساتھ نہیں وہ اس سے بے پروا بالکل مستغنی ہیں۔ اسکے واعیات ہے۔ یہ ہیں امور جو رکھتے ہیں اُنہیں اُن کے ساتھ۔

اور یہ درست بھی ہے۔ دنیا کی خواہشات دنیا کی مزہ لینے والی اشیا۔ دنیا کی سحر آلودہ رنگینیاں۔ انواع واقسام کے مظاہر سے جگر ناگوں اور بوقلموں لطائف انسان کو کشاں کشاں اپنی جانب لے جاتے ہیں اور یوں ہم میں سے کثیر التعداد میکانی طور پر مسیح سے دوری اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ ہے وہ کشادہ راستہ۔ ایسا راستہ جو ہماری نفسانی اور جسمانی خواہشات کو سیری عطا کرتا ہے۔ ہمیں تلطف اندوز کرتا ہے۔ ہمیں آئندہ کے المناک اور تباہ کن خیال سے رہائی بخشتا ہے انسان بھی تب ہی اُسے اختیار کرتا ہے۔ پطرس کے چند الفاظ نے کل جھگڑے کا قلع قمع کر دیا۔ مٹا دیا رد کر دیا برباد کر دیا۔ اور وہ آرام سے وہاں آگ تاپتا رہا۔ اس کے انکار نے اُسے آزاد کر دیا۔ نہیں نہیں قید کر دیا محبوس کر دیا۔ تباہ کر دیا۔ حیران و سراسیمہ کر دیا۔ اور پھر پایا اُس نے اپنے آپ کو محبوس ایک نالہ کناں پرندہ کی مانند۔ ہم بھی بے پروائی اور نادانی سے چند الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ جو سر دست تو ہمیں آرام وراحت عطا کرتے ہیں لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہی وبال جان بن جاتے ہیں۔ ہم مسیح کی طرف بے اعتنائی ظاہر کرتے ہیں۔ اسکی آواز پر کان نہیں لگاتے لیکن یاد رہے اسی کا نام دوبارہ علانیہ صلیب دینا ذلیل کرنا۔ اُسکی تضحیک کرنا۔ اسکی بے وقعتی کرنا ہم مسیح کی پروا نہیں کرتے ہیں۔ اسکی تعلیم کو گوش نصیحت نیوش سے نہیں سنتے۔ کیونکہ ہماری توجہ کا مرکز کوئی اور چیز بن چکی ہے۔ ہم دنیا کے بن چکے ہیں۔ ہم مجازی اور سراب آسا اشیا کے درپے ہیں ہم اس کے ارادے۔ اس کے ادراک۔ اس کے خیالات و دعیات کے خلاف ہو گئے ہیں۔ ہماری ضمیر مردہ ضمیر ہو چکی ہے۔ وہ حقیقی آواز کو پہچان ہی نہیں سکتی۔ ہمیں یہ فانی۔ چند روزہ اور دنیاوی چیزیں زیادہ مرغوب اور پسند خاطر ہیں۔ اور یہی بن چکی ہیں ہماری توجہ کا مرکز۔

یہ ان کا حال ہے جو اُن کے ساتھ ہیں۔ جو مجازی اشیا کو حقیقی پر ترجیح دیتے ہیں۔ پسند کرتے ہیں۔ غلام بے دام بن جاتے ہیں۔ وہی پطرس جو مسیح کا شاگرد رشید تھا۔ اب عین جان کنی اور مصیبت کے وقت مسیح سے کنارہ کشی کر کے ان بے پروا مستغنی اور ٹھٹھے بازوں کے درمیان کھڑا ہے اور جب ایک معمولی لونڈی نے اس سے استفسار کیا کہ وہ مسیح کو جانتا ہے کہ نہیں تو اُس نے صاف الفاظ میں مسیح کی شناسائی سے انکار کر دیا۔ میرا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں میرا اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ میں تو اُس کے نام سے بھی واقف نہیں۔ یہ نتیجہ ہوتا ہے ظاہر داری کا۔ عیاں ہونا حقیقت کا لازمی ہے اور ہوا بھی یہی: ناظرین کیا آپ نے بھی یہی راستہ اختیار کیا ہے؟ ہم عہد و پیماں باندھتے۔ انواع واقسام کے وعدے کرتے ہیں اور کئی مرتبہ دانستہ یا نادانستہ طور پر اس سے انحراف کر جاتے ہیں۔ اور علانیہ طور پر مسیح کا انکار کر دیتے ہیں۔ اگرچہ واقعہ بعینہ ایسا نہ ہو۔ لیکن بسا اوقات حالات ایسے ہی ہوتے ہیں اور نتائج بھی ایسے ہی۔ اگر ہم اپنی روزانہ زندگی میں اُن کا ساتھ دینگے اُسے ایک وقت میں ضرور بالضرور اُن کا ساتھ دینگے اور ہماری حقیقت کا انکشاف ہو جائیگا۔ کیونکہ ایسے وقت انسان کو بناتے نہیں بلکہ ظاہر کرتے ہیں۔ جو ان کے ساتھ ہیں جلد یا بدیر ضرور ظاہر کر دیئے جائینگے۔

اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ وہ سب اس دردناک وقت کا ملاحظہ کر رہے تھے تاہم بے پروا تھے۔ وہ بے گناہ کی تضحیک کو دیکھ رہے تھے۔ لیکن خاموش تھے۔ وہ مسیح کی بے گناہی کے قائل تھے۔ لیکن صدائے احتجاج بلند نہ کر سکے۔ وہ سب مسیح کو جانتے تھے اور ان سب سے زیادہ پطرس۔ پطرس مسیح کا شاگرد تھا اُس نے اپنی زندگی کا قیمتی حصہ مسیح کے ساتھ گذارا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ اور وہی وہ تھا جو آنے والا تھا۔ جانتے ہوئے ان سب امور کو اُس نے علانیہ طور پر مسیح کا انکار کر دیا۔ اور ایسے واقعات روزمرہ زندگی میں ملتے ہیں مسیح ہمیں اپنے نزدیک لے آتا ہے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ نجات دہندہ وہی ہے۔ وہی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ وہی بے گناہ ہے۔ وہی خدا کا بیٹا ہے۔ اُس کے وسیلے نجات ہے۔ وہی دنیا کی عدالت کریگا۔ باوجود اس کے ہم ان امور کی پروا نہیں۔ اُسکی آواز پر کان نہیں لگاتے۔ ہم پنبہ بگوش رہتے ہیں۔ کیونکہ دنیا کی سحر آلودہ مسرتوں سے مسحور ہو جاتے ہیں اور اسکی پروا نہیں کرتے۔ سب سے زیادہ نقصان اس بے بہا زندگی کا ہے۔ جو ان کے ساتھ رہنے سے ہمارے اندر مر جاتی ہے۔ وہ ابدی زندگی ہمارے اندر مردہ ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ہمیشہ کی زندگی سوائے مسیح کے اور کہیں نہیں۔ اور ہم اس زندگی کو نہیں پا سکتے تاوقتیکہ ہم مسیح کو نہ پالیں۔ اور یہ زندگی مسیح میں چھپی ہے۔ جو اُن کے ساتھ رہنے سے بتدریج ہمارے اندر مر جاتی ہے۔

ہیمانسونکی صورت رواں ہوئے نجات

جو پانا چاہتا ہو۔ آئے اور پائے نجات

(از قلم شوکت رقم جناب منشی کیدار ناتھ صاحب جنت)

جیسے ابتدا میں یہ زمین جس پر ہم بود و باش کرتے ہیں۔ جس پر کھیتی باڑی اور باغات دھرتے ہیں جب اُسے پاش پاش کرتے ہیں ایک رقیق بہتا ہوا گرم گرم جلا دینے والا مادہ پگھلی ہوئی چٹان تھی۔

پھر قادر مطلق خالقِ برحق نے اُس کا نام ابد تک مبارک ہو اس پر موسمی ہوائیں چلائیں بارشیں آئیں۔ کہرا پڑا۔ برف پڑی تب وہ رقیق گرم مادہ

جنا شروع ہوا۔ رات میں سخت ہو گیا اور دن میں سورج کی تپش سے شگاف پڑ کر برے ہو گیا۔ اس شکست و ریخت اور کشا و بست سے جو درّے بنے ہوئے اُنہیں سے ہماری کچھ زمین قابل کاشت ہو گئی ہے انگریزی سائنسدان سوال کہتے ہیں چونکہ ہماری زمین کا دائرہ دور میں ۲۵ ہزار میل ہے اور قطر اس کا ۸ ہزار میل ہے۔ اس میں سے اب تک ۸ ہزار میل تک زمین ٹھوس ہو گئی۔ باقی اندرون بطن ویسا ہی پگھلا ہوا اور جسے لاوا ابھی کہتے ہیں بدستور قائم بھرا ہوا ہے جو کبھی کبھی آتش فشاں یعنی جوالا مکھی پہاڑوں کے پھٹنے پر زمین پر دریائے ذخار کی طرح رواں اور دواں ہوتا ہے جس سے صدہا ہزارہا دیہات و انسان و حیوانات تباہ ہو جاتے ہیں چنانچہ آج کل ویسو ویس پہاڑ ٹھیک یہی تیں سو زندہ لاوا اگال رہا ہے اور بہتیری جانیں اور مواضعات جلکر خاک کے تودہ بن رہے ہیں۔

ویسے ہی ابتدائے آفرینش انسان میں جب ہمارے پہلے والدین ملک میں یعنی باغ عدن میں اپنے خالق کے نافرمان ہو کر اپنی اصلی حالت سے گر گئے۔ اسی وقت اللہ جل شانہ نے اپنے فضل بے پایاں اور رحم بے نہایت سے مانسون چلائی یعنی وعدہ فرمایا کہ عورت کی نسل ہمارا نجات دہندہ خداوند ابن مریم سانپ کے سر کو کچلیگا۔ مطلب یہ کہ گناہ کو اور اُسکی سلطنت کو تباہ و برباد کریگا۔

اس نجاتی مانسون نے اسی وقت سے بطریق نعمہ و گتہ گا۔ انسانوں کی کھیتی کو سرسبزی بخشی اور جس طرح سے کہ وہ ابتدائے خلقت سے بھی چل رہی تھی مگر کسی نے اُسے دریافت نہ کر پایا تھا مگر سکندر ذوالقرنین نے اس کا سراغ لگا لیا ویسے ہی اگر یہ نجاتی مانسون باغ عدن ہی سے چلنا شروع ہوئی تھی اور طرح طرح کی رسومات و قربانیوں سے ظاہر کی جاتی تھی تاہم جب تک خود نجات دہندہ بہیت مجسم تجسم ہوکر دنیا میں دکھا نہیں گیا۔ اور جب تک اُس نے ۳۰ برس کا ہو کر یہ کہنا شروع نہ کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے کسی کو خبر نہیں ہوئی۔ اور جیسے کہ موسمی ہوا مانسون خواہ کتنے ہی بادل گھر آئیں۔ گھٹائیں چھا جائیں۔ گرج چمک بجلی چمکے تو بھی جب تک نیچے سے زمین پر کی ایک دوسری قسم کی کھینچنے والی ہوا اوپر کو نہ چڑھے کسی خطہ یا قطعہ زمین پر بارش نہیں ہو سکتی۔ ویسے ہی جب تک اس نجاتی مانسون کو کوئی شخص ایمانی ہوا سے اپنے میں جذب نہیں کرتا نجات نہیں پا سکتا۔

اور جیسے کسان لوگ جب تک پھاوڑوں کدالوں۔ کسیوں کھرپوں سراولوں سے زمین کو توڑ پھوڑ کر ہموار اور چکنا چور نہیں کرتے غلہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ ویسے ہی جب تک خاوندان دین پادری مبشر انسانوں کے دلوں کی زمین کو شرعی سخت احکام کے ہتھوڑوں سے نہیں توڑتے بحثوں۔ مناظروں۔ تحریروں تقریروں وعظوں۔ درسوں کے وسیلہ سے لوگوں کو تیار نہیں کرتے کوئی شخص اس آیت سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔

خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا کہ جو کوئی ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔

تیسری پکار

خوب کہا ہے ؎

کہنا آسان ہے دشوار مگر کرنا ہے
چار دن کرے جو ہے کام کہ پھر مرنا ہے

کہتے ہیں۔ دہلی کے اسمبلی ہال میں دو بم گرے دو شرفا کو سخت چوٹیں آئیں۔ دو آنارکسٹ گرفتار ہوئے۔ مقدمہ چل رہا ہے۔

لاہور کے اخبار نور افشاں میں یکے بعد دیگرے دو بم گرے۔ اور خالی گئے۔ کسی کو محسوس تک بھی نہ ہوئے۔ پہلا بم مورخہ ۱۲ اپریل کے نور افشاں میں پوشیدہ تھا۔ غالباً مصالحہ ناقص ہونے کی وجہ سے بزرگ عمر رسیدہ واعظ ہی زخمی ہوا۔ دل پارہ پارہ ہو گیا۔ درد جگر کا اظہار بھی ۱۹ اپریل کے نور افشاں میں کر دیا۔ بہت چیخے چلائے۔ سٹپٹائے۔ لیکن کسی نے بیمار پرسی چھوڑ تسلی تک نہ دی۔ سینکڑوں وید۔ حکیم۔ ڈاکٹر (روحانی) دعوٰی مسیحیت کرتے ہیں۔ مگر کسی نے مرہم پٹی نہ کی۔ زخم خوردہ بزرگ واعظ تو قہر درویش بر جان درویش خاموش ہو کر درد کو اندر ہی اندر پی گیا۔ مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ چلی۔ بھلا رینگتی بھی کیوں؟ جبکہ ہر طرح کی مشکلات قتل دکھ۔ مصیبت۔ خود انکاری۔ جاں نثاری وغیرہ کا اظہار قبل از وقت ہی کر دیا گیا تھا۔ پھر کس کی مجال تھی کہ اس غیر فانی تاج کو حاصل کرنے کی بے فائدہ کوشش کرتا جس کے دینے کا وعدہ خداوند مسیح نے خود کیا ہے کسی نے درست کہا ہے ؎

جو واعظ کے کہنے سے میں توبہ کروں
نہ کرینگے کیا مجھ کو مے خانے والے

پھر دوسرا آسمانی گولہ مورخہ ۱۰ مئی کے نور افشاں میں گرا۔ پھٹا اور پھٹ کر رہ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے سُنا تک بھی نہیں؟ اور سنتا بھی کون؟ بے ناک (نعوذ بہ) بے کان بھی سُن سکتا ہے؟ سچ پوچھو تو ہمارے میان بشارتی مہم اور خداوندان این۔ ایم۔ ایس کے پہلو میں دل ہی نہیں۔ اور اگر دل ہے تو اس میں ذرا بھی کسک نہیں ہوتی ؎

مسیح کے حکم پر وہ کیوں کان دھرتے
بہت سے ہیں شیطان بہکانے والے

تیسرا گولہ۔ اب ذرا دل کے کان کھول کر تیسری اور آخری پکار بھی سُن لیجئے۔ اگر اور کچھ نہیں کر سکتے تن۔ من اور دھن نثار کرنا کٹھن معلوم ہوتا ہے۔ تو بزرگ واعظ صاحب کی مرہم پٹی کی خاطر نہایت آسان سا نسخہ بھی خود ہی تجویز کئے دیتا ہوں۔ شاید مفید بیٹھے ہے تو مرہم نمک مرچ ملا ہی۔ مگر خرابی یہ ہے کہ کون اس مرہم کے مہیا کرنے میں سبقت لیجاتا ہے

نسخہ

میجک لنٹرن یعنی سلائڈز (جس سے خداوند مسیح کا احوال وغیرہ بذریعہ تصاویر دکھایا جا سکے۔ اور یوں جوانوں، بڑھے مردوں، مستورات اور بچوں میں خداوند کے مبارک نام کی بشارت دی جا سکے) کوئی صاحب عاریتاً دے سکتے ہوں تو اطلاع دیں۔ اگر اتنی بھی ہمت اور جرأت نہ ہو تو کم از کم پتہ ہی بتا دیں۔ جہاں سے ہم قیمتاً خرید سکیں۔ اگر اتنا بھی نہیں تو چلو بھر پانی اور خاتمہ بالخیر

ہم کفنی زیب کئے تن پر مکتی کی خبر سناتے ہیں

سکندر خاں جنگل نواسی از بڑا گھر
ضلع شیخوپورہ

عصمت عیسیٰ المسیح

(از ماسٹر اوم چند مشن سکول رائے ونڈ ضلع لاہور)

بنی آدم کی اخلاقی تاریخ میں خداوند عیسیٰ المسیح کی بے گناہی بہت عجیب وغریب واقع ہے۔ جسکی نظیر ملنا ناممکن ہے۔ تمام بنی آدم پر نگاہ ڈالنے سے ہم کو بلاشبہ ایسے شجاع، دلاور، سخی اور عالم شخص تو ملتے ہیں جنکی شہرت اور ناموری ہفت اقلیم میں ہو چکی ہے۔ مگر عصمت اور پاکیزگی کا دعویٰ کل بنی آدم میں سے صرف خداوند یسوع مسیح کی نسبت جائز اور مناسب طور پر کیا جا سکتا ہے۔ اس میں کلام نہیں کہ بعض اشخاص نے آپ کو یا کسی اور کو اس میدان میں بھی خداوند یسوع مسیح کے مد مقابل لانے کی کوشش کی ہے۔ مگر جب ہم بنظر تعمق سے اُن کی زندگیوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اُن کی زندگی کی وہ کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ جیسے مہر درخشاں کی تیز روشنی میں ستاروں کی ہوتی ہے انجیل جلیل میں خداوند کی بے گناہی اور پاکیزگی اس شرح اور بسط کے ساتھ پیش کی جاتی ہے کہ اُسکی عصمت اور پاکیزگی کا انکار کرکے انجیل مقدس کو سچ اور برحق تسلیم کرنا بالکل ناممکن ہے۔ اسکی زندگی کی تاریخ جتنی انجیل جلیل میں قلمبند ہے۔ پڑھنے سے کوئی اشارہ یا کنایہ بھی ایسا نہیں ملتا ہے جس سے اُسکی عصمت اور بیگناہی پر کچھ بھی شبہ ہو سکے۔ اسی نے دوسروں کو معافی مانگنے کی تلقین کی۔ مگر خود اُس کے معافی مانگنے کا ذرا سا بھی اشارہ نہیں ہے۔ اُس نے عوام اور علما کے سامنے نئی پیدائش کو پیش کیا چنانچہ نکودیمس عالم یہود سے بات چیت کرتے ہوئے اُس نے کہا۔ میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سر سے پیدا نہ ہو۔ وہ خدا کی بادشاہت کو دیکھ نہیں سکتا یوحنا ۳:۳ مگر اُس کا کہیں اشارہ تک بھی نہیں ہے کہ اُس نے اپنے متعلق نئی پیدائش یا دل تبدیلی کی ضرورت کو محسوس کیا ہو۔ بلکہ برعکس اس کے لکھا ہے کہ جب وہ بپتسمہ لینا چاہتا تھا تو یوحنا بپتسمہ دینے والے نے بڑا تعجب کیا متی ۳: ۱۳-۱۷ اس سلسلے میں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ ہر انسان کی زندگی دو قسم کی ہوتی ہے یعنی ایک ظاہری زندگی اور دوسری باطنی زندگی جنکو انگریزی زبان میں پبلک لائف اور پرائیویٹ لائف کہتے ہیں۔ ظاہری زندگی یا پبلک لائف وہ زندگی ہے جنکو دوسرے اشخاص دیکھ سکتے ہیں۔ مگر باطنی زندگی یا پرائیویٹ لائف بہت پوشیدہ اور مخفی ہوتی ہے۔ اور اسکو سوائے اُس شخص کے اور کوئی بھی نہیں جان سکتا بعض موقع پر یہ ممکن بلکہ بہت آسان ہے کہ انسان کی ظاہری زندگی ایسی پاکیزہ ہو کہ عوام اس میں کوئی عیب نہ نکال سکیں۔ مگر باطنی زندگی ایسی پوشیدہ اور ناگفتنی ہو کہ جب عوام اُسکی تعریف کرتے ہیں تو وہ دل ہی دل میں شرمندہ اور پشیمان ہو کر یہ کہتے "من آنم کہ من دانم"۔ مگر خداوند مسیح کی شخصیت میں یہ دونوں قسم کی زندگیاں متحد اور یکساں نظر آتی ہیں۔ جس طرح وہ اپنی ظاہری زندگی کی نسبت مخالفین سے بآواز دہل کہہ سکتا تھا کہ تم میں سے کون مجھ پر گناہ ثابت کر سکتا ہے یوحنا ۸: ۴۶ اس طرح اُس نے اپنی باطنی زندگی کے متعلق اپنے مصلوب ہونے سے کچھ عرصہ پہلے کہا۔ "اگر تم میرے حکموں پر عمل کرو گے تو میری محبت میں قائم رہو گے۔ جیسا میں نے اپنے باپ کے حکموں پر عمل کیا اور اُسکی محبت میں قائم ہوں"۔ یوحنا ۱۵: ۱۰ خداوند مسیح کی بیگناہی فی الحقیقت ایک معجزہ ہے۔ اور ہم بجا طور پر یہ سوال کر سکتے ہیں کہ اگر خداوند مسیح ایک ہستی اور حقیقت کا شخص نہیں تھا تو ایسے عظیم الشان معجزہ کی کیا ضرورت تھی جسکی نظیر بنی آدم میں عنقا ہے اور کیوں نیچر اتنے عرصہ میں کوئی اور ایسی ہستی پیدا نہ کر سکی۔ جو ہر اعتبار سے خداوند مسیح کا جواب ہو سکتی ہو۔ جب تک اس سوال کا تسلی بخش حل نہ ملے ہم یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ

(۱) خداوند مسیح ہر لحاظ سے نیچر سے بہت بلند اور بالاتر ہے۔ ایک وقت تھا جب عیسائی لوگ استدلال کیا کرتے تھے کہ خداوند مسیح چونکہ کنواری سے پیدا ہوئے۔ اس لئے وہ فوق العادت شخصیت ہے۔ مگر یہ خیال بہت کمزور بنیاد پر تھا۔ در حقیقت اُسکی زندگی کی کنجی اُسکی عصمت اور پاکیزگی ہے۔ جب نیچر کی تمام طاقتیں جنکے ماتحت بنی آدم گنہگار ہوتے چلے آتے ہیں۔ خداوند مسیح کی پاکیزگی کے سامنے باادب کھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے تو اُس کی پیدائش موت اور جی اُٹھنے میں ان طاقتوں کا مغلوب ہو جانا کچھ تعجب خیز معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسکی عصمت اور پاکیزگی اُسکے فوق العادت ہونے کی دلیل ہے۔

(۲) اُس کی عصمت اور پاکیزگی اس امر کی شاہد ہے کہ اُسکی تعلیم راست اور برحق ہے کیونکہ کوئی سمجھدار ایسے شخص کی باتوں کو دروغ اور بطلان نہیں کہہ سکتا ہے۔

(۳) اُسکی عصمت اور پاکیزگی دلالت کرتی ہے کہ صرف وہی ہمارا اخلاقی نمونہ ہو سکتا ہے اور کسی دوسرے کو یہ حق دینا اُسکی حق تلفی ہے۔ وہی اس قابل ہے کہ ہم اپنے چال چلن کے بنانے میں اُسکو مدنظر رکھ کر خدا اور انسان کی خوشنودی حاصل کریں۔

(۴) اُسکی عصمت اور بے گناہی اُسکو ہمارا نجات



وہ نہ ثابت کرتی ہے۔ جو خود سے پاک تھا وہ یقیناً دوسروں کو بھی گناہ سے پاک رکھنے میں امداد دے سکتا ہے اور کفارہ ہو سکتا ہے۔ پس اُسکی پاکیزگی اور عصمت پر خیال کرتے ہوئے ہم کو بھی کہنا پڑتا ہے ؎

شکل انساں میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
مشک نافے میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

مسیحی خبریں

الہ آباد یونیورسٹی کے امتحانات ایم۔ایس۔سی متعلقہ علم الحیوانات میں مسٹر ایڈورڈ ایل جارڈن درجہ اول پر پاس ہوئے ہیں۔ تین دیگر مسیحی طلبا مسیان جینا لڈمہن۔ آئی۔کیلب اور ڈبلیو کے۔ ڈینل اسی امتحان میں درجہ دوم پر پاس ہوئے۔ شاباش جوانو۔ بڑھے چلو

سی۔ایم۔ایس ہائی سکول ہوسٹل آگرہ کے وارڈن پادری ڈبلیو۔ ڈی۔پی ہل صاحب نے حال ہی میں بھگونت گیتا کے اصل متن کا ترجمہ کیا اور پھر مسئلہ کرشن کی گتھی کو سلجھایا ہے۔ کتاب انگریزی زبان میں شائع ہوئی ہے۔ مسٹر ہل سنسکرت کے فاضل تسلیم کئے جاتے ہیں۔

اڈنبرا یونیورسٹی نے ارادہ کیا ہے کہ مسٹر جے۔ایچ۔اولڈہم صاحب کو جو بین الاقوامی انجمن تبلیغ (انٹرنیشنل مشنری کونسل) کے سکرٹری ہیں ڈی ڈی کے اعزاز سے مشرف کیا جائے۔ آپ ۱۸۷۴ء میں بمبئی میں پیدا ہوئے۔ آپ وائی ایم سی۔اے لاہور کے بھی سکرٹری رہ چکے ہیں۔

وائی ایم سی۔اے کے مشہور ذامور قاید کارندہ معاشریات۔ عالم بائبل۔ مصنف اور واعظ پادری جارج ایس۔ ایڈی صاحب آیندہ موسم خزاں سے شروع کرکے ۳-۴ ماہ تک ہندوستان میں دورہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپ موسم سرما روس میں بسر کرینگے۔

ایم۔ای۔مشن مکتب نسا۔سونی پت کی منتظمہ مس سی۔ایل جیکسن نے کوکب ہند کے رُومی حروف میں چھپنے کے خلاف انڈین وٹنس میں ایک زبردست مدلل مضمون سپرد قلم کرتے ہوئے بتایا ہے کہ تمام ہندوستان میں ایک درجن مشنری صاحبان بھی ایسے نہیں مل سکینگے جو کوکب ہند کا مطالعہ کرتے ہوں۔ کوئی ہزار دلائل پیش کرے مگر عمل طور پر ہندوستانی فارسی حروف کو آسانی پڑھ سکتے ہیں۔ میرے علاقہ کے ۳۰ اُستادوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو کوکب ہند کو رومن حروف میں پڑھنا گوارا کرے۔ پس اسے حسب سابق فارسی رسم الخط میں ہی چھپنا چاہئے۔ خُدا کا شکر ہے کہ مشنری صاحبان بھی مسیحیوں کی الہامی زبان (رومن اُردو) سے بیزاری کا اعلان کرنے لگے ہیں۔

اندور کرسچین کالج کے پرنسپل ڈاکٹر آر۔اے کنگ کے مستعفی ہو جانے کے باعث پادری اے اے سکاٹ صاحب پرنسپل کالج مذکور متعین ہوئے ہیں:۔

یو۔پی کے گورنر صاحب نے پادری ایچ اے ہنن صاحب پرنسپل لودی پور کیمبیمٹی سکول کو ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر بنایا ہے۔ آپ پسماندہ اقوام کی نمائندگی کرینگے۔

پادری ڈی رنگلٹن صاحب تیواری مسیحی مناظر کے برادر ڈاکٹر آئی۔ ڈبلیو۔ تیواری بحیثیت نمائندہ سرکار ڈسٹرکٹ بورڈ مظفر نگر کے رکن نامزد ہوئے ہیں۔

تین سال تک سرگردانی کے بعد این۔ایم ایس کی انتظامیہ کمیٹی نے رائے بہادر اے سی مکرجی صاحب سے بزور منت کی ہے کہ آپ بدستور سکرٹری رہیں۔ سُنا ہے کہ رائے بہادر موصوف نے اِس درخواست کو شرف قبولیت بخشا ہے

مسٹر موزز۔بی۔ککسوریۃ صاحب نے ایک نیا تاریخوارہ (کیلنڈر) مرتب کیا ہے۔ جس میں ۲۸-۲۸ دن کے یکساں ۱۳ مہینے ہونگے اور ہر سال ایک دن اور ہر لیپ سال میں دو دن زائد ہونگے۔ اس تاریخوارہ کے اجرا کے بعد تہوار کے دن ہمیشہ کے لئے مقرر ہو سکینگے۔ چنانچہ چند مسیحی سوسائیٹیوں نے درخواست کی ہے کہ ایسٹر کی بھی ایک خاص تاریخ مقرر کر دی جائے۔ اس کیلنڈر کے مطابق سب مہینے ایک ہی دن سے شروع ہوا کرینگے۔ سنا جاتا ہے کہ اسے بین الاقوامی انجمن میں بغرض منظوری جلد پیش کیا جائیگا۔

جبلپور کے جانسن گرلز سکول میں ایک تربیت گاہ استادان بھی قائم کر دی گئی ہے۔

مسز اینا چانڈی۔ایم۔اے سکنہ ٹریونڈرم مدراس یونیورسٹی کے امتحان بی۔ایل میں کامیاب ہو گئی ہیں۔ آپ صوبہ کیرالا میں سب سے پہلی مستورہ ہیں جس نے وکالت کا امتحان پاس کیا۔ مسز چانڈی اخبار ارکیتی کی مدیر منتظمہ کی حیثیت سے بے حد مشہور ہیں۔ ارکیتی تمام مالابار میں معتقدہ ہفتہ وار اخبار ہے۔ لیڈی موصوف نے بمقام کوٹائن مینٹ وکالت شروع کر دیا ہے

آرمینین چرچ کلکتہ میں واردات سرقہ کی اطلاع اخبارات میں مشتہر ہو رہی ہے کہ ۵ ہزار روپیہ کی مالیت کے بائبل کی طلائی مقفوی طلائی صلیبیں اور گرجا کے دیگر برتن چوری ہو گئے ۱۲ جون تک کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

لنڈن کے ویسٹ منسٹر کے مشہور گرجا کا ایک حصہ جیروسلم ہاؤس کہلاتا ہے۔ اس کی دیواروں پر صدیوں سے گرد جمع ہو گئی تھی اب جب اسکی صفائی کی گئی تو دیواروں پر اب سے پیشتر سو سال کے نقش جو حروف نمایاں ہو گئے ہیں

مختلف خبریں

قتل سانڈرس اور لاہور کا مقدمہ بم سازی

لاہور ۷ ر جون - اطلاع ملی ہے کہ قتل سانڈرس اور لاہور کے بم سازی کے مقدمات کی تفتیش مکمل ہو چکی ہے - اس لئے امید کی جاتی ہے - اس لئے امید کی جاتی ہے کہ مزید مہلت تفتیش حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی - پولیس نے پنجاب صوبہ جات متحدہ اور بنگال سے تمام ان لوگوں کو گرفتار کر لیا ہے جو ان مقدمات سے تعلق رکھتے ہیں - چار ریوالور ایک پستول - ۲ بم اور بہت سا بارود اور سامان بم سازی بھی بعض ملزموں کے قبضہ سے برآمد ہوا ہے

مزید اقبال جرم

رام سرن داس نام ایک شخص کو سازش دہلی کے مقدمہ میں حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی تھی - لیکن وجہ بیماری کی بنا پر حکومت نے اُسے میعاد قید کے منقضی ہونے سے پیشتر ہی رہا کر دیا تھا - کہا جاتا ہے کہ اس مقدمہ کے سلسلہ میں وہ دوبارہ گرفتار کر لیا گیا ہے - یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رام سرن داس نے ایک مجسٹریٹ کے روبرو اقبال جرم کر لیا ہے اور اُسکو کہہ دیا ہے کہ میں بھی اس سازش میں شریک تھا - گذشتہ تین یوم کے دوران میں ایک اور شخص نے بھی مجسٹریٹ کے روبرو اسی قسم کا اقبال جرم کیا -

معلوم ہوا ہے کہ خان بہادر عبدالعزیز کی ہدایات کے مطابق پولیس ان پستولوں اور ریوالوروں کو بھی برآمد کرنے میں کامیاب ہوگئی ہے - جو مسٹر سانڈرس کے قاتلوں نے استعمال کئے تھے -

مقدمہ کی کارروائی شروع ہونے پر نہایت ہی حیرت انگیز واقعات کا انکشاف ہونے والا ہے - جو ان واقعات سے بالکل جدا گانہ رکھتے ہیں جو اسوقت تک اخبارات میں شائع ہوئے -

لاہور ۷ ر جون - اطلاع آئی ہے کہ کل شام کو لاہور پولیس کے وارنٹ پر الہ آباد یونیورسٹی کے ایک طالب علم للت مکرجی کو خانہ تلاشی کے بعد گرفتار کر لیا گیا - کہا جاتا ہے کہ یہ گرفتاری بھی قتل سانڈرس کے سلسلہ میں ہوئی -

قندھار کیونکر فتح ہوا

پشاور ۵ ر جون - قندھار کے ایک نووارد مسافر کا بیان ہے کہ اس شہر کی تسخیر میں ایک پیر صاحب کی غداری کی وجہ سے ہوئی - سردار علی احمد جان نے داد شجاعت دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا - یہ پیر صاحبزادہ محمد عمر خاں کے نام سے مشہور ہے - سردار علی احمد جان اس کا راسخ الاعتقاد مرید تھا - شہر کا محاصرہ شروع تھا - تمام میناروں پر توپیں چڑھی ہوئی تھیں - سردار علی احمد جان خود گولہ باری کر رہے تھے اسی اثناء میں غدار پیر عقب کی جانب سے ایک دروازہ پر آیا اور سنتری سے کہنے لگا کہ دروازہ کھولو میں اندر جانا چاہتا ہوں - ہر ایک شخص بخوبی واقف تھا کہ محمد عمر سردار علی احمد جان کا خرقہ ہے سنتری نے دروازہ کھول دیا بلکہ وہ تاک میں بیٹھے تھے - دروازہ کا کھلنا تھا کہ سب دھاوا کر کے اندر داخل ہوگئے - سردار علی احمد جان بدستور مورچوں میں ڈٹا ہوا تھا - حملہ آوروں نے موقعہ پر پہنچکر بے خبری کے عالم میں سردار صاحب کو گرفتار کر لیا - اگر ملا شور بازار کی طرح یہ پیر بھی اپنے محسن سے غداری نہ کرتا تو قندھار کا مسخر ہونا ناممکن تھا

جبل السراج پر جرنیل غلام نبی خاں کا قبضہ

بچہ سقہ کا فراہم کردہ خزانہ اور میگزین جرنیل صاحب کے قبضہ میں

ٹائمز آف انڈیا کے نامہ نگار کا بیان

پشاور ۲۰ جون - یہ امر غیر اغلب نہیں ہے کہ جرنیل غلام نبی خاں بچہ سقہ کے خزانہ پر قابض ہو جانے میں کامیاب ہوگئے ہیں اور اُن کے تصرف میں وہ تمام خزانہ اور اسلحہ آگیا ہے جو بچہ سقہ نے کابل سے جبل السراج پر منتقل کیا تھا - ضروری کو بچہ سقہ نے کابل میں اپنے تئیں خطرے میں گھرا ہوا پایا اس نے روپیہ اور اسلحہ کی بہت بڑی مقدار جبل السراج میں منتقل کر لی - اس خزانہ اور اسلحہ کے تحفظ کے لئے اس نے جبل السراج کی آئینہ بندی اچھی طرح کر لی - جرنیل غلام نبی خاں نے ایک لشکر جرار کے ساتھ ایک مقام پر حملہ کیا اور ممکن ہے کہ اُس نے اُسے فتح بھی کر لیا ہو

مارچ کے مہینے میں بچہ سقہ نے امیر صاحب اور جرنیل نادر خاں کے حملے روکنے کے لئے ۵۰۰ سپاہی اور ایک رجمنٹ کلدار توپیں غزنی بھیجی تھیں ممکن ہے کہ غلزئیوں نے بچہ سقہ کے آدمیوں کو غزنی سے نکالکر یہ اسلحہ اُن سے لے لیا ہو - مگر اسکے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی بہر حال معلوم ہوتا ہے کہ غزنی میں بچہ سقہ کے طاقتور فوجی دستے موجود ہیں اور جرنیل نادر خاں کے لئے غزنی کو فتح کر لینا کوئی آسان بات نہیں - مگر یہ حقیقت ہے کہ جب تک جرنیل صاحب غزنی فتح نہ کر لیں انہیں کوئی اہمیت حاصل نہیں ہو سکتی واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرنیل غلام نبی خاں کیلئے جرنیل نادر خاں کی بہ نسبت کامیابی کے زیادہ مواقع ہیں -

اس میں کوئی شک نہیں کہ بچہ سقہ کو جرنیل غلام نبی خاں کی یلغار نے بدحواس کر دیا ہے اور اگر جرنیل صاحب نے واقعی اس باغی بادشاہ کا خزانہ اور اسلحہ لے لیا ہے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ بچہ سقہ پوری طاقت کے ساتھ جبل السراج پر حملہ کریگا -

بچہ سقہ نے جرنیل نادر خاں کے اہل و عیال کو چھوڑ دیا ہے - اس سے پایا جاتا ہے کہ وہ جرنیل صاحب سے صلح کر لینے پر آمادہ ہے - اُسے تجربہ کار اور تربیت یافتہ ترکی جرنیلوں نے مشورہ دیا ہے کہ وہ محاذ جنگ کو زیادہ وسیع نہ کرے تاکہ اُسے مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے - اسلئے اسکی خواہش ہے کہ وہ جرنیل نادر خاں سے صلح کرے - لیکن حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جرنیل نادر خاں اسوقت تک صلح نہیں کرینگے جب تک کہ وہ اسکے لئے مجبور نہ ہو جائیں اُنہیں شکست کے سوا



پنجابی کالم کی بہار

اسیں مسیت والے ہاں

(از قلم اعجاز رقم جناب قبلہ پادری واعظ صاحب)

انجیل وچ ایوں لکھت آئی اے۔ پربھو یسوع نے دین دے آگوآں دے حق اندر اپنے سکھاں نوں ایوں فرمایا پئی جو کجھ اوہ تہانوں آکھن اوہ کرو۔ پر اوہناں جہے کم نہ کرو۔ کیوں کہ جو کجھ اوہ کہندے نے آپ نہیں کردے۔ معلوم ہندا اے جو ہر زمانہ دے لوکاں دی طبیعت اکو جیہی اے۔ گناہ دی کرتوت دا پھل سارے کھاندے نے۔ اج کل وی ایہو حال اے۔ اوہ جیہڑے وڈے وڈے آگو (لیڈر) بن کے بنیچ بنے پھردے نے۔ صورت مومناں والی گل اے پر نیں والیاں دا تے ایہوئی حال رکھیں دا اے۔ ساریاں نوں میں آکھ ویکھدے نہیں بنا۔ پنجے انگلیاں اکو جیہیاں نہیں ہندیاں۔ وچ ہزار چنگے لوک وی ہندے ہی نے۔

اک بڑے مشہور پیرنگا ٹیمپرنس لکچرار دی گل اے کوئی بناوٹی گل نہیں۔ میں اخبار وچ پڑھیا سی جو اوہ شام نوں بڑے زور شور نال سنگا پاڑ پاڑ لکچر دے رہیا سی جو شراب نے ملک برباد تے کنگال کر دتا۔ ایس تھوں آپ بچو۔ اولاد نوں بچاؤ۔ ایس وچ اپنی کمائی تے زندگی برباد نہ کرو۔ خرابی دی عمر گھٹ۔ تتنہ رستی برباد۔ زندگی خستہ حال وغیرہ وغیرہ۔ جد لکچر کر کے گھر نوں چلے گئے۔ تاں اک منکھ نے کیہ ڈٹھیا جو لکچرار صاحب شراب خانہ وچ بیٹھے ہوئے نے۔ مزے نال مار وٹا رہے نے۔ ہن اس جنے کولوں رہیا نہ گیا جھٹ شراب خانے وچ جا وڑیا۔ تو اوہنوں آکھن لگا۔ پئی واہ صاحب ہاتھی دے دند ہوئے۔ او تھے کہیں تے ایتھے کیہ اے۔

لکچرار صاحب جواب دیندے نے۔ جو ادھے سی سو ایتھے اے۔ مہاتما گاندھی دا ایہو فرمان اے پئی ہر چیز سودیشی ورتو۔ بدیشی چیزاں نوں ہتھ نہ لاؤ۔ کیوں جو بدیشی

چیزاں اورتن نال ملک دا روپیہ باہر چلیا جاندا اے ایہو میرا مطلب سی۔ جو ولائتی شراب نہ پیو۔ دیسی شراب دا کوئی ڈر نہیں۔ کیوں جو اوہدا روپیہ اپنے دیس وچ رہندا اے سو میں دیسی شراب پی رہیا ہاں۔

ٹھیک ایہو حال اج کل دے ملک تے مذہبی آگواں (لیڈراں) دا اے۔ کہندے کجھ تے کردے کجھ نے۔ وڈے وڈے پگڑاں والے تے ڈاڈھیاں گرکاں والے تے لم واڑے۔ اہناں تھوں رب ہی بچائے۔

اک میاں مسیت وچ نکر ماہڑ کے ننگا کھلوتا ہویا سی کتے شامت دا مارا کوئی پینڈو زمیندار مسیتے آ وڑیا اہنا تہمت کجھ اچا سی۔ اوہنوں ویکھدیاں ہی میاں صلواتاں سنانوں لگ پیا۔ او کے نامعقولا شیطاناں۔ جواناں قبح تیرے ننگے توں مسیتے آوڑیا ایں۔ مسیت وی نپے دی کیتی۔ پینڈو وچارا حیران ہو کے آکھن لگا۔ او میاں کوئی ساہ دی گل کر۔ میرے تے گوڈے ہی ننگے نے۔ تیں تے تھاوں ہی الف لٹہ ہو۔ میاں آکھدا اے۔ ساڈا کوئی ڈر نہیں۔ اسیں مسیت والے ہاں۔ اوہ تے اوہدی گل ہوئی۔ جبے دا سٹہ اہل ٹپ گیا سی۔ اوہ ملاں کول گیا تے جا مسئلہ پچھیا۔ میاں جی میرا سٹہ اہل ٹپ گیا۔ اوہنوں کیہ ڈن لاؤنا اے۔ ملاں آکھیا اہل کھوہ کر کے اوہدے برابر منڈے تے منڈا رکھ کے اوہ ملاں دے گھر بھیج۔ جٹ آکھن لگا۔ میاں جی تہاڈا سٹہ وی نال سی۔ ملاں آکھیا۔ تاں پھیر لسی پا دیو تے اوہدے اتے اک اک منڈا رکھ کے ملاں دے گھر دے آؤ۔

ٹھیک ایہو حال اے۔ اہناں کالیاں دا۔ زبان وچ تے کرتوت وچ زمین آسمان دا فرق اے۔ ساڈے پنجابیاں تن جنے بے اعتبار سمجھے ہوئے سن۔ وارث شاہ ہتف پیر دا قول اے:۔

> مونہوں آکھ کرکٹانیاں کھوہ لیندے
> منہ کرن او کالا پھیر ناکمیاں دا
> وارث شاہ اوہ تنے ہی جھوٹھے جانو
> قول جٹ سنیار قصائیاں دا

ایس ویلے تے دنیا ہی ایسے راہ جا رہی اے جد ڈڈیاں دا کوئی ٹھکانہ نہ ہویا۔ شتریاں وچاریاں دا کیہ اے

بقیہ مراسلات

تشبیہات خداوند یسوع مسیح در عہد عتیق

(۲)

سوم۔ ملک صدق

(۱) ملک صدق کے معنی راستبازی کا بادشاہ ہے

(۲) ملک صدق شالیم کا بادشاہ تھا جسکے معنی صلح کا بادشاہ ہے۔

(۳) ملک صدق کاہن اور بادشاہ تھا

(۴) ملک صدق بے باپ بے ماں اور بے نسب نامہ تھا

(۵) ملک صدق کے دنوں کا نہ شروع ہے اور نہ آخر اور نہ ہی اس کا کوئی قائم مقام ہے۔

(۶) ملک صدق کاہنوں کے نسب نامہ کے مطابق کاہن نہ تھا ہو نہ اسکا کوئی قائم مقام ہوا۔

(۷) ملک صدق کو ابراہیم نے دہ یکی دی۔

نوٹ۔ عبرانی ۷: ۳۔ ملک صدق بے باپ تھا۔ یعنی وہ ہارون کی اولاد نہ تھا جس سے کہ تمام سردار کاہن نکلے۔ وہ بے ماں تھا یعنی نہ ہی وہ ان کاہنوں کی طرح تھا یا ان میں سے تھا جو کہ ہارون کے موروثی طبقے سے پیدا ہوئے تھے۔ وہ بے نسب نامہ تھا۔ یعنی وہ لاوی بھی نہ تھا۔ مانند دیگر کاہنوں کے جو کہ خاص وقت تک ہی کہانت کے عہدے پر تعینات ہوتے تھے۔ اسکی عمر نہ شروع تھا اور نہ اسکی زندگی کا آخر۔ یعنی اسکی خدمت کی کوئی خاص میعاد نہ تھی بلکہ وہ خداوند یسوع مسیح کی طرح معمولی کہانت کے عہدے کی خدمت سے بالکل متفرق تھا۔

یسوع مسیح

(۱) یہ لقب خداوند یسوع مسیح کا ہے۔

(۲) یہ لقب بھی خداوند یسوع مسیح کا ہے۔

(۳) یسوع مسیح بھی کاہن اور بادشاہ ہے

(۴) یسوع مسیح انسان ہونے کی حیثیت میں بے باپ

اور خدا ہونے کی صورت میں بے مثال ہے۔

(۵) یسوع مسیح کے دنوں کا نہ شروع اور نہ آخر ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا اُس کا قائم مقام ہے۔ اور نہ ہی اسکی بادشاہت کا اختتام ہے

(۶) یسوع مسیح بھی ہارون کے فرقہ سے کاہن نہیں ہوا۔ اور نہ ہی اسکی کہانت کسی دوسرے تک منتقل ہوئی ہے۔

(۷) یسوع مسیح بھی ہمارا اور ہمارے مال و دولت بلکہ سب کچھ کا مالک ہے۔ ہم کو بھی اپنے مال و دولت اور فرمانبرداری سے اسکی تعظیم کرنی چاہئے تا کہ اُسکے پاک نام کو عزت و جلال ملے۔ ہمارا سب کچھ اس کا ہے اور ہم اُسکے خون خریدے غلام ہیں۔ کتنا فرض ہے کہ ہم اپنے تن من اور دھن سے اسکی خدمت کریں اور فرمانبردار خادم بنیں ٭

ڈاکٹر بنسی لعل

اشتہار ۲۶/۲۲

ڈاکٹر ایس۔ کے دیس صاحب ایل۔ ڈی۔ ایس۔ سی ڈینٹل سرجن۔ لیٹ ڈینٹل سرجن۔ ٹو ہز ایکسیلنسی دی گورنر آف بمبئی ماہر فن دندان سازی الیکٹرو ڈینٹل ٹریٹمنٹ کے سپیشلسٹ دہلی میں اور مسیحیوں سے خاص رعایت کی جاتی ہے۔ جن اصحاب کو ان کی خدمات کی ضرورت ہو کشمیری دروازہ دہلی کے پتہ پر تشریف لائیں۔ تشریف لانے سے پہلے بذریعہ خط و کتابت اپنا وقت مقرر کریں ٭

بہت جلد ضرورت ہے ۱۳/۱۴

ڈفرن ہسپتال کوئٹہ کے لئے پورے طور پر ٹرینڈ نرس کی ضرورت ہے تنخواہ ۶۰ روپیہ ماہوار۔ ایک ایسی ٹرینڈ کمپونڈر کی ضرورت ہے جو کہ کام سود فارمیسی کر سکے۔ مڈ وائفری ٹرینڈ کو ترجیح دی جائیگی تنخواہ ۶۰ روپیہ ماہوار چھوٹے بچے نہ ہوں درخواست معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر بھیجیں ٭

لیڈی ڈاکٹر ڈفرن ہسپتال کوئٹہ

ضرورت ۲/۴

مشن سکول بہاولپور کے لئے ایک مسیحی جے۔ وی ٹرینڈ تجربہ کار اُستاد کی ضرورت ہے جس نے مڈل میں فارسی لی ہو درخواست معہ نقول سرٹیفکیٹ بنام ہیڈ ماسٹر سکول ہذا آنی چاہئے ٭

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک انگریز خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اور چار خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے متفرق اخراجات عمر ماہوار فی طالب علم ہیں۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق ۱۰ فی صدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ چرخہ ۱عہ سے ۱۱ تک اور کروکرنل عہ سے ۵عہ تک مل سکتا ہے

مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

جگجیت برڈ وڈ انجینئرنگ کالج امرتسر ۱۲/۶

یہ کالج دس برس سے جاری ہے۔ سینکڑوں پاس شدہ طلبا ہر ایک انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں گورنمنٹ کے بہت سے حکام اور ہر محکمہ کے انجینئروں نے یہاں کی تعلیم ضبط نظم و نسق اور سٹاف کی تعریف فرما کر طلبا کو بھی ملازمت کے لئے نہایت عمدہ قرار دیا ہے علاوہ اوور سیئر اور ڈرافٹسمین اور سب انجینئر کلاسز کے جن میں سینکڑوں طلبا تعلیم پاتے ہیں سنہ ۱۹۲۸ء میں ہم نے بجلی کی کلاسیں بھی کھول دی ہیں جنکے لئے انجن اور مشینیں ہزاروں روپے کی منگوائی گئی ہیں اور سٹی اینڈ گلڈس لنڈن کے امتحان فرسٹ گریڈ کے طلبا کو بھی تیار کیا جاتا ہے۔ کالج کی روز افزوں ترقی کا اندازہ ملازم شدہ طلبا کی فہرست اور حکام کے سرٹیفکیٹ سے ہو سکتا ہے جو پراسپکٹس کے ساتھ مفت بھیجے جاتے ہیں ٭

پرنسپل

اشتہار کتب

انجیل یا قرآن۔ از پادری جی سایل ٹھاکر داس صاحب اس بیان میں یہ ایک ضخیم کتاب ہے کہ انسان کے ایمان و عمل کے لائق بائبل ہے یا قرآن۔ بڑی تقطیع صفحہ ۱۸۲ ۱۰/

اور ادیرت المسیح۔ از مس واٹسن صاحبہ مسیحی منادوں اور سنڈے سکولوں کے لئے بڑی تقطیع صرف ۱۲ جلدیں رہ گئی ہیں مجلد صفحہ ۳۵۶ قیمت صرف ۴/

ایک چینی سیاح کا سفرنامہ۔ یعنی ہیون سیانگ چینی کا سفرنامہ جو بکرماجیت کے عہد میں ہندوستان میں آیا۔ قدیم ہندوستان کی پوری تصویر سامنے آجاتی ہے صفحہ ۱۱۰ ۴/

ایک ہندوستانی کا مسیحی ہونا۔ بابا پدمن جی کا جو مشہور و معزز برہمن خاندان سے تھے مسیحی ہو جانا اور ہندو دھرم کو چھوڑنے کی وجوہ ہندوؤں کے ہاتھ میں دینے کے لئے بہت موزوں کتاب ہے صفحہ ۱۲۶ [illegible] ۲/

انگورستان میں مزدوروں کا کام ۳ پائی

آدھی رات کے مہمان کی تمثیل ۳ پائی

ایک دولتمند نادان کی تمثیل ۳ پائی

اشرف المخلوقات یعنی انسان کا بیان ایک سے تین تک۔ ۳ پائی۔

ایک خوشنما باغ۔ ایک سے تین تک ۳ پائی

بائبل اٹلس۔ بڑی تقطیع کی کتاب جس میں بائبل کے ۱۴ رنگین نقشے مجلد ہیں۔ مجلد صفحہ ۶/

بونا۔ اُگنا۔ بڑھنا۔ پھلنا ۳ پائی

بے پھل انجیر کی تمثیل ۳ پائی

بے رحم نوکر کی تمثیل۔ ۳ پائی

القرآن۔ از پادری کینن ای سیل صاحب قرآن کے جمع ہونے کا بیان اور اسکے ماخذات کا حال صفحہ ۳۸ ۲/

الہام۔ مسلمان الہام کو کچھ اور مانتے ہیں مگر مسیحی نقطۂ نظر متعلقہ الہام اور ہے۔ اس مسئلہ پر چند مسیحی اور مسلمان دوستوں کی باہم گفتگو صفحہ ۵۲ ۲/

سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

